موٹی کی کہانی

کیا ہے؟ ایک موٹی ہی تو کہا تھا، اس نے مجھے وہ باتیں سنائیں کہ میری چودہ طبق روشن ہو گئے، غصہ تو میرے بھی ناک پر دھرا رہتا تھا، بھاڑ میں جائے، میں نے خود سے کہا، اپنی عزت نفس کو تھوڑا سا سہلایا اور، اسے پہلے فیس بک سے بلاک کیا، اس سے بھی تسلی نہ ہوئی تو اسے سیل فون سے بھی نکال دیا۔ بدتمیز کہیں کی۔۔۔ ہوں۔۔۔۔۔

آج چار سال بعد مال میں نظر آئی، وہی میک اپ سے پاک چہرہ، کندھوں پر لہراتے گھنگریالے بال، نہ انگلیوں میں کوئی انگوٹھی، نہ کانوں میں کوئی بالے، عام سی جینز، اور پھولدار شرٹ پہنے وہ دنیا مافیا سے بے خبر نظر آئی۔ میں نے اس کے قریب جا کر ٹھاہ کی آواز نکالی، وہ فٹ بھر اونچا اچھلی، اس کے حلق سے چیخ ابھی نکلی نہ تھی کہ اس کی نظر مجھ پر پڑ گئی، تم۔۔۔۔ کمینی۔۔ اس نے مجھے گلے سے لگا کے بھینچ لیا۔۔ کم بخت تو مجھے ایسے ہی ڈرائے گی۔۔ نہ مجھے محسوس ہوا کہ وہ سالوں بعد ملی ہے، نہ اسے یاد تھا کہ وہ مجھ سے موٹی کہنے پر خفا ہوئی تھی۔۔ ہم کتنے ہی پل یونہی ایک دوسرے کے گلے لگے کھڑی رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر وہ مخصوص پاٹ دار آواز میں بولی، چل بے، کینڈا ہے یوں گلے لگے کھڑی رہیں تو نجانے لوگ کیا کیا سمجھنے لگے۔۔۔

میں نے اس کا ہاتھ پکڑا، اور کہا چل اپنے پرانے ڈھابے پر جاتے ہیں۔۔۔ اس کی آنکھوں میں پرانے دنوں کی یادوں کے کئی جگنو چمک اٹھے۔۔

چل۔۔۔ اس نے میرا ہاتھ سالوں پرانی گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔۔۔

لیکن سُن، یہیں بیٹھ جاتے ہیں فوڈ کورٹ میں، وہ ڈھابہ چھوٹا ہے تو بہت زور سے ہنستی ہے۔۔

چل یہیں کہیں بیٹھ جاتے ہیں۔۔ اس نے فوراً میری بات مان لی تھی۔۔۔۔ مجھے اس بات پر حیرانگی ہوئی۔۔ وہ تو ہر بات میں بحث کرتی تھی۔۔۔

تیرے گلے میں بیٹھی کوئل کا کیا حال ہے۔۔ میں نے بیٹھتے ہی پوچھا۔۔

مر گئی کم بخت کب کی۔۔

کیا مطلب اب تو گانا نہیں گاتی۔۔۔

نہیں یار۔۔۔

کیوں؟

کیوں گاؤں؟ کس کے لئے؟ یہاں لوگوں کو میرے گانے سے نہیں مجھ سے انٹرسٹ ہوتا تھا۔ ابکائی آنے لگی تھی یار، رال ٹپکاتے بڈھوں کو دیکھ دیکھ کے۔۔ اب تو اس سوشل میڈیا نے ان ہوس کے مارے بابوں کی زندگیاں اور آسان کر دی ہیں۔ میں نے تو فیس بک، ٹوئٹر سب بند کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بہت سنجیدگی سے بول رہی تھی۔ میں جو پرانی یادوں کو ذہن میں دہرا چکی تھی اور ان کے حساب سے ہم جب بھی ملتی تھیں بس ہنسنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ ٹوکریوں میں اپنے اپنے حصے کے دکھ تب بھی کم نہیں تھے، مگر تب ہنسی بھی

ہمارے ساتھ ہی رہتی تھی۔مگر اب تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے بات کا رخ بدلنے کے لئے کہا:
تو نے وزن بہت کم کر لیا ہے۔۔میری بات کا اتنا غصہ کھا گئی تھی۔۔؟
کونسی بات؟ جیسے اسے ہماری علیحدگی کی وجہ یاد ہی نہ ہو۔
وہی جب میں نے تجھے موٹی کہا تھا۔۔
اچھا کہا تھا؟ وہ حیرانی سے بولی،،کب؟ تو تو کبھی کسی کا دل نہیں دکھاتی تھی،تو نے کب کہا تھا؟
میں نے اسکی آنکھوں کو غور سے دیکھا کہ شائد اس نے بھی بناوٹ سیکھ لی ہے ۔۔مگر وہاں مجھے وہی سادگی نظر آئی جو اس کی ذات کا حصہ تھی۔
ہم دونوں جب پہلی بار ملی تھیں،تو وہ کہتی تھی،تو لاہور اور میں دلی میں پیدا نہ ہوئی ہوتی تو ہم جڑواں بہنیں ہوتیں۔۔شکل،نام،عادتیں کتنی ملتی ہیں،پھر کہتی تھی۔۔لیکن قسمت نہیں۔۔۔۔
میں کہتی تھی کس کی قسمت اچھی ہے۔۔
وہ جواب دیتی تھی،تیری۔۔۔اگرچہ تیرا شوہر تجھے محبت کے نام پر پابند رکھتا ہے،بہرحال یہ قسمت،نفرت کے نام پر کھلا چھوڑ دینے سے ہزار درجے بہتر ہے۔اس کا اشارہ اپنی طلاق کی طرف ہوتا۔۔۔
جب ہم پہلی بار ملے تھے تو اس کے دل میں شوہر کی بے وفائی کا کانٹا اندر تک اترا ہوا تھا۔
وہ جب مجھے اپنی پرانی تصویریں دکھاتی تھی تو ان میں مجھے دلی سے آئی ایک معصوم،شفاف چہرہ لڑکی،ہر تصویر میں ہنستی نظر آتی تھی ۔۔آنکھوں کی غیر معمولی چمک،تصویر سے نکل نکل کر پڑتی تھی۔یہ خوابوں کی چمک تھی؟ میں اس سے پوچھتی۔۔۔۔
وہ کہتی تھی ہاں بڑے رنگ برنگے خواب تھے،لیکن اب دیکھو مجھے،میری آنکھیں کیسی ہیں۔۔۔وہ اپنا چہرہ میرے آگے پڑھنے کو رکھ دیتی تھی ۔تم اتنا بولتی ہو،اتنا لڑتی ہو،اتنا کڑ کڑ کرتی رہتی ہو۔۔اس وجہ سے تمھاری آنکھوں میں چمک نہیں بلکہ مردنگی سی چھائی رہتی ہے۔۔خوش رہا کرو،تم ابھی بھی پیاری ہو،جوان ہو،جاب کرتی ہو،کوئی ساتھی ڈھونڈ لو۔۔اور خوش رہو۔۔۔
ساتھی؟؟۔وہ قہقہے لگانے لگتی۔۔تم پاگل ہو۔۔وہ مجھے کہتی۔۔
اچھا میں پاگل ہوں؟ ہنسو تو آہستہ،میں شرمندگی سے ارد گرد بیٹھے لوگوں کو دیکھتی،چھوٹے سے ریستوارن میں اس کی آواز ہر طرف پھیلتی تھی ۔تم مجھے چپ نہ کروایا کرو۔۔۔ایک تم ہی تو ہو،خالص دیسی گھی کی طرح،جس سے توانائی ملتی ہے،اب تم بھی نہ برائلر بننے کی کوش کرو۔۔
میں ارد گرد کے لوگوں کو نظر انداز کر دیتی تھی،کیونکہ میرے لئے لوگ نہیں،وہ اہم تھی،میری نئی نئی بنی ہوئی دوست،جس میں مجھے کبھی کبھار خود کی جھلک نظر آتی تھی۔۔۔لیکن میں موم کی طرح نرم تھی،زندگی کی طرف رویہ مثبت،وہ منفیت سے بھری پڑی تھی،شک اس کی نس نس میں اترا ہوا تھا۔۔اور جب وہ مجھے بتاتی کہ کچھ سال پہلے،طلاق سے پہلے،کینڈا میں آنے سے پہلے،شوہر کی بے وفائی اور دھوکے سے پہلے وہ بالکل میرے جیسی تھی،تو مجھے یقین نہ آتا تھا۔۔وہ بہت سچی تھی لیکن یہ بات مجھے جھوٹ لگتی۔۔اس کی شخصیت میں اتنی کڑواہٹ تھی کہ میں کسی بھی مٹھاس کا تصور نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

میں دلی شہر میں بہت معصوم ہوا کرتی تھی، میں جب بیاہ کر کینڈا آئی، تو میں تب بھی بہت ہنستی تھی، جب لوگ کہتے واہ جی اس کا شوہر ڈاکٹر ہے تو میں بہت فخر سے تن جاتی تھی، اور خوب ہنستی تھی، ہنسنے کے علاوہ مجھے آتا ہی کیا تھا۔

لیکن جب اس ڈاکٹر نے بچی کی پیدائش کے بعد روپ بدلا تو میں بکھرنے لگی، میں ہنستی تو وہ کہتا پاگل لگتی ہو، میں بولتی تو کہتا تم کتنا فضول بولتی ہو، میں رونے لگتی تو کہتا تم کس قدر جذباتی بے وقوف عورت ہو۔ میں لڑتی تو کہتا تم ایک منفی، خوشیاں کھانے والی ڈائن ہو، تم مجھے خوش نہیں رکھ سکتی، جب میں اس کی بے وفائیاں اور دھوکے پکڑنے لگی اور چیخنے چلانے لگی، تو کہنے لگا تم ایک نفسیاتی مریض ہو، میری خوشیوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ ایک sadist ہو۔۔

اس کی زندگی میں بہت لڑکیاں تھیں مگر آتی جاتی رہتی تھیں، اس کے پروانے جیسے دل میں مستقل قیام نہ کرتی تھیں تو میں بیوی کا تمغہ کندھے پر سجائے پھر بھی خود کو محفوظ سمجھتی تھی لیکن جب ایک دن یہ پتہ چلا کہ ایک کم عمر سپینش ماڈل کے ساتھ کچھ زیادہ ہی وقت گذارنے لگا ہے تو میرا وقت پورا ہونے کا، نقارہ بج گیا۔۔ جب میں نے دہائی دینی شروع کی تو وہ بے شرم مجرموں کی طرح مجھ سے بھی زیادہ بلند آواز میں چلانے لگا۔۔۔

یہ قصے، ایسے کئی قصے، اس کے دماغ میں پھنسے ہوئے تھے۔ ہم جب بھی ملتے بات کوئی بھی ہو رہی ہوتی، اس کا تانا بانا، مردوں کی ایسی ہی بے وفائیوں پر ٹوٹتا تھا۔۔ اب وہ ہر مرد پر شک کرتی تھی۔ سنگل کا سٹیٹس، صورت اچھی، باتونی، اوپر سے گاتی بھی اچھا تھی، تو مرد مکھیوں کی طرح اس کے گرد بھنبھنانے لگتے، وہ دو چار دفعہ ہنس کے بات بھی کر لیتی، اور جب انہیں شہ مل جاتی اور وہ پیچھے پڑ جاتے تو یہ اکتا جاتی اور پھر کوئی اچھا سا موقع دیکھ کر ان کی بے عزتی کر کے رکھ دیتی۔ اور پھر مجھے یہ سارے واقعات کسی لنچ میٹنگ میں سناتی۔ میں نے اس کی ان باتوں کو اس کی دل لگی اور روزمرہ کی روٹین سے زیادہ کبھی اہمیت نہ دی تھی۔۔۔

ہر قصہ چاہے جیسا بھی ہو اس کے بعد ایک قہقہہ لگاتی۔۔ اور پھر کہتی تیرا شوہر نہیں تجھے چھوڑے گا۔۔ تو چھوڑنے والا میٹریل نہیں۔۔۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگ جاتے۔۔۔

میں کہتی تھی، یار تم بھی بہت اچھی ہو، کوئی تمھیں کیوں چھوڑے گا۔۔۔۔۔۔۔ لازمی نہیں سب مرد ایک جیسے ہوں۔۔۔ اور سب تمھارے ایکس کی طرح کے بے وفا اور دھوکے باز ہی ہوں۔۔۔

پھر وہ کہتی یار میری نانی کہا کرتی تھی، زندگی میں سچی محبت اور سچا دھوکہ ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے۔ اور میں نانی سے کہتی تھی، نانی دھوکہ بھی کبھی سچا ہوتا ہے۔۔ تو جواب دیتی تھی، سچی محبت کو جب دھوکہ ملتا ہے تو وہ بڑا اسچل دھوکہ ہوتا ہے، اور وہ ساری عمر آسیب بن کے زندگی کو چمٹا رہتا ہے۔ تو اب مجھے نانی کی بات سمجھ میں آتی ہے کہ دھوکے کا آسیب کیا ہوتا ہے۔۔۔ انسان ساری عمر کے لئے اعتماد سے بانجھ ہو جاتا ہے۔۔ میں جو شک کرتی ہوں۔ تمھیں بھی تمھارے شوہر کے خلاف کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہوں کیا کروں میرے اندر دھوکے کا سانپ بیٹھ گیا ہے۔ وہ مجھے ہر وقت ڈنگ مارتا رہتا ہے۔۔ مجھے لگتا ہے کوئی بھی کبھی بھی کہیں بھی مجھے ڈس لے گا۔۔ ہر عورت کو ہر مرد ڈس لے گا۔۔۔

میں اسے ساتھ لگا لیتی تھی، نہیں میری جان اچھے کی امید رکھو۔۔ روایتی تسلیاں، لیکن میرا دل اندر پتے کی طرح کانپنے لگتا تھا۔۔۔ مگر تب

کئی سال پہلے جب ہم ملتی تھیں تو اس کی ہنسی کی موت نہیں ہوئی تھی۔ زندگی کا سب سے بڑا دھوکہ تو وہ کھا چکی تھی۔۔ٹھکرائے جانے کی اذیت، اس کے ہر سانس میں شامل تھی۔۔۔مگر اب کیا تھا۔۔اب وہ مجھے کیوں مزید تھکی ہوئی، ٹوٹی ہوئی، قہقہوں کے بغیر نظر آ رہی تھی۔۔۔

میں نے تنگ آ کر پوچھ ہی لیا۔۔۔تمھیں کیا ہے تم ہنستی کیوں نہیں ہو؟ میں تمھیں چھوٹے ریستوران میں لے کر اس لئے نہیں گئی تھی کہ ہمارے قہقوں سے پاس بیٹھے لوگ تنگ ہوتے تھے، آج اتنی کھلی جگہ پر بیٹھے ہیں، مگر تمھارا ایک ننھا سا قہقہ بھی سنائی نہیں دے رہا۔۔کیا ہے تمھیں۔۔۔۔

کیا اکیلی رہ رہ کے تھک گئی ہو؟ بیٹی بھی یونیورسٹی چلی گئی ہوگی۔۔۔۔۔۔اور تم تو کہا کرتی تھی جب بیٹی یونیورسٹی چلی جائے گی تب تم کسی کے ساتھ ڈیٹنگ کا سوچو گی۔۔تب تو تم بیٹی کی وجہ سے کہیں زیادہ دیر بیٹھتی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

اچھا میں ایسے کیا کرتی تھی۔۔۔اس نے حیرانی سے مجھے دیکھا۔۔۔

کیا تمھیں یہ بھی یاد نہیں؟ مجھے حیرت سے زیادہ اب پریشانی ہونے لگی تھی۔۔۔

تمھیں یاد نہیں، تمھاری صبح دوپہر، شام، رات، سب کی روٹین میں بس تمھاری بیٹی کے شیڈول دیکھے جاتے تھے۔۔میں نے اس کی یاداشت کو ہلایا جلایا۔۔۔

اچھا؟ میں ایسے کرتی تھی۔۔۔۔اس نے خالی خالی نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تمھاری زندگی تو گھومتی ہی تمھاری بیٹی کے گرد تھی، تمھارا سابقہ شوہر اسے رکھتا نہیں تھا، کیونکہ اسے نئی بیوی کے نخرے اٹھانے سے فرصت نہیں تھی۔اور تم ہر وقت اس کی جذباتی، نفسیاتی الجھنوں کو دور رکھنے کے لئے ہر وقت اس کا سایہ بنی رہتی تھی۔اور اس زمانے کے سب دوستوں کیا، ملنے جلنے والوں کو تمھارے اس جنون کا پتہ تھا، حتی کہ کچھ دن پہلے میں اس پارلر والی کے پاس ویکس کروانے گئی جس کے پاس تم بھی جایا کرتی تھی، تو اس نے بھی تمھارے بارے مجھ سے یہی سوال کیا تھا کہ اب تو اسکی بیٹی یونیورسٹی چلی گئی ہوگی، اور اب تو اس نے شادی کر لی ہوگی یا کسی ریلشن شپ میں ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس بات کے جواب میں وہ خاموش رہی۔ہاں وہ یونیورسٹی چلی گئی تھی۔۔۔

میں بھی ریلشن شپ میں ہوں۔۔۔۔۔۔۔

ارے واہ!! پھر تو تمھیں خوش ہونا چاہیئے۔۔ابھی بھی منہ پھلائے بیٹھی ہو۔۔جو سوچا تھا، وہ تو ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔تصویر دکھاؤ مجھے جوان کی۔۔میں نے پرانے دنوں کی ہنسی کو زبردستی اپنے درمیان لاتے ہوئے کہا۔۔

ہاں دکھاتی ہوں۔۔یہ دیکھو۔۔۔اس نے اپنے موبائل سے ایک تصویر نکال کر میرے سامنے کر دی۔۔

یہ کون ہے؟ میں نے ایک عجیب سے بڑی عمر کے آدمی کو شرٹ نیکر پہنے، اپنی طرف گھورتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

یہی تو ہے، اسکی شکل کی طرح اس کا نام بھی عجیب سا تھا۔۔۔

میں نے تھوک نگل کے بمشکل کہا۔۔ہاں اچھا ہے۔۔۔۔

ہاں بڑا گڈ لکنگ ہے، اس نے انتہائی سنجیدگی سے کہا، ہنس کے کہتی تو میں سوچتی مذاق کرنے کی عادت گئی نہیں۔

65 سال کا ہے۔ وہ حسب معمول سچ بولی۔ سچ اس کی ذات کا حصہ، بس وہی آج تک قائم تھا۔۔

ہاں اس حساب سے فٹ ہے۔ میں نے اس سے زیادہ خود کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔

وہ پھر سچائی سے بولی۔۔ روبی!! اس عمر میں مجھے کمپرومائز ہی کرنا تھا نا، اس کا کولیسٹرول ہائی ہے، ہارٹ کی کچھ پرابلمز ہیں، شوگر بھی ہے۔ ایسی باتوں پر ہم پہلے بہت ہنسا کرتے تھے۔۔ اب نہ وہ ہنس رہی تھی اور میرا تو اس بندے کی شکل اور بیماریوں کی لسٹ دیکھ کر دل تقریباً بند ہو چکا تھا۔۔ جب وہ بہت سال پہلے مجھے کہا کرتی تھی کہ بیٹی کہ یونیورسٹی جاتے ہی، پھر میں اس بارے میں سوچوگی، تو تب مجھے خیال آتا تھا کہ یہ سالوں بعد کسی مرد کو ڈھونڈنے کی بات ایسے کر رہی ہے جیسے وقت اس پر رک جائے گا، اور اس کی عمر آگے کو نہیں جائے گی۔ میں تب بھی ڈر کے سوچا کرتی تھی، جب یہ اپنے لئے ساتھی ڈھونڈنے نکلے گی تو کیا اس کی عمر اتنی رہ گئی ہوگی کہ کوئی اچھا بندہ اسے مل جائے، جو اس کا ہم عمر ہی ہو۔۔۔ لیکن تب میں یہ خدشہ ظاہر نہیں کرتی تھی۔۔ آج سوچتی ہوں تب مجھے یہ بات ایک دفعہ اس کے ساتھ کر لینی چاہیئے تھی، اسے بتاتی کہ بیٹی بڑی ہوگی تو تمھاری عمر میں بھی تو سالوں کا اضافہ ہوگا۔۔ مگر میں تب چپ رہتی تھی، آج مجھے اپنی وہ چپ یاد آئی تو خود پر غصہ آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن یہ نہیں کہ اسے خود نہیں پتہ تھا، اس نے اگلے ہی لمحے کہا: اب اس عمر میں عورتوں کو اپنے سے دس پندرہ سال بڑے آدمی ہی مل سکتے، کیونکہ میری عمر کے مرد تو میرے شوہر کی طرح اپنے سے دس پندرہ سال چھوٹی کی تاک میں ہوتے۔۔ انہوں نے مجھ سے کیوں شادی کرنی۔ ان کم بختوں کو خدا نے بھی فائدے میں ہی رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ کچھ سال پہلے وہ یہ بات ہنس کے کہتی تھی، اب اس سے ہنسا نہیں گیا۔ نہ مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نے سر دونوں ہاتھوں میں تھاما، اور کھانے کی پلیٹ کو اپنے سے پرے سرکا دیا۔۔۔

وہ خاموشی سے کھاتی رہی، اسے یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا، پہلے وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو ایک پل میں بھانپ لیتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اسے کہا سالوں پہلے جب تم اپنے شوہر کے دھوکوں اور دوسرے مردوں کے جال پہ پھینکنے کے قصے سناتی تھی، تو ایک ہی طرح کی باتیں، منفی باتیں سن سن کر میرے سر میں درد ہونے لگتا تھا، مگر اب درد سر میں نہیں بلکہ دل میں ہو رہا ہے، کیونکہ پہلے یہ سب جھوٹ، فریب اور مکر تمھارا فرسٹ ہینڈ تجربہ ہوتے تھے، اب ان تیری میری دوری کے سالوں میں، میں نے بھی تیری اس تاریک دنیا کے چہرے دیکھ لئے ہیں۔

اس نے مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔۔ بلکہ کہنے لگی بس اب تو یہ سیکھ رہی کہ اس دنیا میں جینا کیسے ہے؟ جو دماغ میں پھنس گیا ہے، دھوکہ، فریب، جھوٹ، وہ جاتا ہی نہیں۔۔ اسے بھیجنا ہے روبی۔۔ سانس گھٹنے لگا ہے۔۔۔۔

تم نے اپنی بیٹی کے لئے قربانی دی، اپنی جوانی کے سارے سال ضائع کر دئے (میں نے اس کے 65 سال کے بوائے فرینڈ کا ذکر کئے بغیر کہا، کہ کیسا خسارے کا سودا کر بیٹھی ہے) اور اب جب وہ بڑی ہوگئی تو چلو یہ خوشی تو تمھیں ہوگی کہ تمھارا سفر رائیگاں نہیں گیا۔۔۔ اور تمھیں

ایک ساتھی بھی مل گیا۔۔۔۔۔۔

ہاں مل گیا۔۔۔۔لیکن جانتی ہو میری بیٹی اپنے باپ کے پاس چلی گئی ہے۔کیونکہ اسے وہاں جو پیسہ اور عیش و آرام مل رہا ہے، وہ مجھ جیسی مزدور ماں افورڈ نہیں کرسکتی۔اور میں روک ٹوک کرتی تھی، اپنا حق سمجھ کے، کہ میں نے اس کی خاطر زندگی قربان کی ہے تو یہ میرا حق ہے کہ میں اس کی زندگی سنوارنے کے لئے روک ٹوک کرسکتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔روبی!! باپ اسے کھلا پیسہ اور آزادی دیتا ہے۔

وہ مجھے چھوڑ کے چلی گئی ہے۔مہینے میں ایک دن جب اس نے مجھے ملنے آنا ہوتا ہے تو میں دروازے کے پاس کرسی ڈال کے بیٹھ جاتی ہوں اور آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھتی رہتی ہوں کہ کوئی کار تو میری ڈرائیووے پر آکر رکے گی۔۔کبھی کبھی آ جاتی ہے، کبھی کبھی اس کا فون آ جاتا ہے کہ کوئی ضروری کام آ پڑا، وہ نہیں آسکتی۔۔اس عمر میں باپ کا نیا بچہ آ رہا ہے، وہاں سہولتیں تو ہیں، مگر اس طرح کے ڈپریشن بھی ہیں۔جس کی وجہ سے وہ یونیورسٹی میں ڈراپ آوٹ ہوگئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اسی گھر میں رہتی ہو؟ میں نے پوچھا۔۔۔۔۔۔ہاں وہی گھر، وہ گاڑی، تم جانتی ہو نہ میں چیزوں سے بھی اٹیچ ہو جاتی ہوں، مجھ سے کچھ بدلا نہیں جاتا۔۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔۔۔بات بدلتے ہوئے بولی:

میری زندگی تو گھاٹے کا سودا تھی ہی، میری بیٹی بھی نہیں بچ سکی۔۔۔اور میرے پاس نہ بیٹی ہے نہ گھر کا سکون۔۔۔۔بس یہ ہے، اسی بوڑھے کی تصویر میرے آگے کرتے ہوئی بولی: دیکھا کیسا فٹ ہے، جولی بھی ہے، بہت اچھی کمپنی ہے۔۔انسان کو کمپنی چاہئے ہوتی ہے۔

ڈیٹنگ سائٹ سے ملا تھا۔۔اتنے سارے Apps کے ہوتے ہوئے کوئی تنہا کیسے رہ سکتا ہے؟

ہے نا سائنس کی ترقی۔۔۔۔۔؟ میں نے سوچا اب ہنسے گی۔۔۔مگر ایسا اب بھی نہ ہوا۔۔۔۔۔۔

ہم دونوں باہر آئیں۔وہی نیلی سوک۔۔۔۔۔

ارے وہی گاڑی۔۔۔۔۔۔میں نے آواز میں خوشی بھرتے کہا، جیسے اسے یقین دلا رہی ہوں کہ چیزیں نہیں بدلتیں۔۔۔۔۔۔

وہ بولی ہاں وہی گاڑی وہی گھر، وہی سب کچھ۔۔۔۔مجھ سے تبدیلی برداشت نہیں ہوتی، میں چیزیں نہیں بدل سکتی۔۔۔۔

لیکن انسان میرے اختیار میں نہیں۔۔۔وہ سب بدل جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نہیں بدلی۔۔۔۔میں نے اسے کہا۔۔۔۔۔

تم بھی بدل گئی ہو، پہلے تم ایک پھول کی طرح تازہ تھی، خوشبو دیتی مگر اب تمھارے گرد بھی کانٹے اگ آئے ہیں۔لوگوں نے تمھیں بھی نہیں بخشا۔۔۔

یہ کہہ کر اس نے مجھے گلے لگا لیا اور ہم دونوں نے اپنی اپنی تبدیلی کو اپنی آنکھوں کے اندر جلنے دیا۔۔اور پانی کو گالوں پر آنے سے روکا۔

یہ دیکھو میرے ہاتھ میری نانی جیسے ہوگئے ہیں، یہ کم بخت کینڈا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔۔اور جب وہ اپنی پرانی سوک کی طرف جا رہی تھی، مجھے لگا کوئی 65 سال کی عورت لاٹھی ٹیکتی چلی جا رہی ہے۔۔میں نے اسے پیچھے سے پکارا:

سنو!! تمھارا وزن بہت کم ہو گیا ہے۔۔۔اب تمھیں میں موٹی نہیں کہہ سکتی۔۔۔۔۔